مشاہدات-1019

ابوسعید حنیف احمد محمود-برطانیہ

تقریر بابت مسیح موعودؑ

وقت 5-7 منٹ

❁❁❁ تقریر ❁❁❁

حضرت مسیح موعودؑ کی احباب جماعت کو نصائح

(از ملفوظات جلد اوّل ایڈیشن 1984ء)

(تقریر نمبر1)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

فَاِذَا بَلَغۡنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمۡسِكُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ فَارِقُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ وَّاَشۡهِدُوۡا ذَوَىۡ عَدۡلٍ مِّنۡكُمۡ وَاَقِيۡمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ؕ ذٰلِكُمۡ يُوۡعَظُ بِهٖ مَنۡ كَانَ يُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ وَمَنۡ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجۡعَلۡ لَّهٗ مَخۡرَجًا ۙ- وَّيَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَيۡثُ لَا يَحۡتَسِبُ ؕ وَمَنۡ يَّتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسۡبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمۡرِهٖ ؕ قَدۡ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَىۡءٍ قَدۡرًا

(الطلاق:3-4)

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

سامعین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افاضات اور فرمودات پر مشتمل ملفوظات پر دس جلدیں زیر مطالعہ رہتی ہیں۔ ان سے اپنی ذاتی اصلاح اور احبابِ جماعت کی تعلیم وتربیت اور اصلاحِ احوال کے لئے بہت قیمتی نصائح مل جاتی ہیں۔اِن کو پڑھ کر خیال گزرا کہ کیوں نہ آپؑ کی اہم اور مفید نصائح کو افادہ عام کے لئے تقاریر کی صورت میں جمع کر دیا جائے۔ سو آج ملفوظات جلد اوّل ایڈیشن 1984ء سے چند اہم اور قیمتی نصائح قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔ یہ اِس سلسلہ کی تقریر نمبر1 ہے۔

جماعت احمدیہ کو تقویٰ کی ضرورت ہے کے عنوان پر نصیحت کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ہماری جماعت کے لئے خاص کر تقویٰ کی ضرورت ہے۔ خصوصاً اس خیال سے بھی کہ وہ ایک ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہیں اور اُس کے سلسلۂ بیعت میں ہیں جس کا دعویٰ ماموریت کا ہے تاوُہ لوگ جو خواہ کسی قسم کے بُغضوں، کینوں یا شرکوں میں مُبتلا تھے یا کیسے ہی رُوبہ دُنیا تھے۔اُن تمام آفات سے نجات پاویں۔
آپ جانتے ہیں کہ اگر کوئی بیمار ہو جاوے خواہ اس کی بیماری چھوٹی ہو یا بڑی اگر اُس بیماری کے لئے دوانہ کی جاوے اور علاج کے لئے دُکھ نہ اُٹھایا جاوے۔ بیمار اچھا نہیں ہو سکتا۔ ایک سیاہ داغ مُنہ پر نکل کر ایک بڑا فکر پیدا کر دیتا ہے کہ کہیں یہ داغ بڑھتا بڑھتا کُل مُنہ کو کالا نہ کر دے۔ اِسی طرح معصیّت کا بھی ایک سیاہ داغ دل پر ہوتا ہے۔ صغائر سہل انگاری سے کبائر ہو جاتے ہیں۔ صغائر وہی داغ چھوٹا ہے جو بڑھ کر آخر کار کُل مُنہ کو سیاہ کر دیتا ہے۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 10)

پھر تقویٰ کے اجزاء کے تحت حضورؑ فرماتے ہیں:

”تقویٰ کے بہت سے اجزاء ہیں۔ عُجب، خود پسندی، مال حرام سے پرہیز اور بد اخلاقی سے بچنا بھی تقویٰ ہے۔ جو شخص اچھے اخلاق ظاہر کرتا ہے۔ اُس کے دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ھِیَ اَحۡسَنُ (سورۃ المؤمنون:57) اَب خیال کرو کہ یہ ہدایت کیا تعلیم دیتی ہے؟ اس ہدایت میں اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ اگر مخالف گالی بھی دے تو اس کا جواب گالی سے نہ دیا جائے بلکہ اُس پر صبر کیا جائے۔ اُس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ مخالف تمہاری فضیلت کا قائل ہو کر خود ہی نادِم اور

شرمندہ ہوگا اور یہ سزا اُس سزا سے بہت بڑھ کر ہوگی جو انتقامی طور پر تم اُس کو دے سکتے ہو۔ یُوں تو ایک ذرا سا آدمی اقدامِ قتل تک نوبت پہنچا سکتا ہے۔ لیکن انسانیت کا تقاضا اور تقویٰ کا منشاء یہ نہیں ہے۔ خوش اخلاقی ایک ایسا جوہر ہے کہ موذی سے موذی انسان پر بھی اُس کا اثر پڑتا ہے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے کہ

لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 81)

پھر تقویٰ ہی کے تحت ہی ایک بد شخص کی بدی سے سارے گھر اور شہر کو ہلاک کرنے کے متعلق فرمایا:

"اصل بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ انسان کو نیک بختی اور تقویٰ کی طرف توجہ کرنی چاہئے اور سعادت کی راہیں اختیار کرنی چاہئیں۔ تب ہی کچھ بنتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَایُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ (سورۃ الرّعد:12) خدا تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ خود وہ اپنی حالت کو تبدیل نہ کرے۔ خواہ مخواہ کے ظنّ فاسد کرنے اور بات کو انتہا تک پہنچانا بالکل بیہودہ امر ہے۔ سب سے ضروری بات یہ ہے کہ لوگوں کو چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کریں، نمازیں پڑھیں، زکوٰۃ دیں۔ اتلافِ حقوق اور بدکاریوں سے باز آئیں۔ یہ امر بخوبی ثابت ہے کہ بعض وقت جب صرف ایک شخص ہی بدی کا ارتکاب کرتا ہے تو وُہ سارے گھر اور سارے شہر کی ہلاکت کا مُوجب ہو جاتی ہے۔ پس بدیوں کو چھوڑ دو کہ وہ ہلاکت کا مُوجب ہیں۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 262)

سامعین! اللہ تعالیٰ متقی کو مادی اور روحانی رزق عطا کرتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو باوجود اُمّی ہونے کے تمام جہان کا مقابلہ کرنا تھا جس میں اہل کتاب، فلاسفر، اعلیٰ درجہ کے علمی مذاق والے لوگ اور عالم فاضل شامل تھے۔ لیکن آپؐ کو رُوحانی رزق اِس قدر ملا کہ آپ سب پر غالب آئے اور اُن سب کی غلطیاں نکالیں۔ یہ رُوحانی رزق تھا کہ جس کی نظیر نہیں۔ متّقی کی شان میں دوسری جگہ یہ بھی آیا ہے کہ اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ (سورۃ انفال:35) اللہ تعالیٰ کے ولی وہ ہیں جو متقی ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے دوست۔ پس یہ کیسی نعمت ہے کہ تھوڑی سی تکلیف سے خُدا کا مقرب کہلائے۔ آج کل زمانہ کِس قدر پست ہمّت ہے۔ اگر کوئی حاکم یا افسر کسی کو یہ کہہ دے کہ تُو میرا دوست ہے یا اُس کو کُرسی دے اور اُس کی عزّت کرے تو وہ شیخی کرتا ہے۔ فخر کرتا پھرتا ہے۔ لیکن اُس انسان کا کِس قدر افضل رُتبہ ہوگا۔ جس کو اللہ تعالیٰ اپنا ولی یا دوست کہہ کر پکارے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول اکرمؐ کی زبان سے یہ وعدہ فرمایا ہے۔ جیسے کہ ایک حدیث بخاری میں وارد ہے۔

لَا یَزَالُ یَتَقَرَّبُ عَبْدِیْ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا وَلَئِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّہٗ۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا ولی ایسا قرب میرے ساتھ بذریعہ نوافل پیدا کرلیتا ہے... انسان جس قدر نیکیاں کرتا ہے۔ اس کے دو حصّے ہوتے ہیں۔ ایک فرائض دوسرے نوافل۔ فرائض یعنی جو انسان پر فرض کیا گیا ہو۔ جیسے قرضہ کا اُتارنا۔ یا نیکی کے مقابل نیکی۔ ان فرائض کے علاوہ ہر ایک نیکی کے ساتھ نوافل ہوتے ہیں۔ یعنی ایسی نیکی جو اس کے حق سے فاضل ہو۔ جیسے احسان کے مقابل احسان کے علاوہ اور احسان کرنا یہ نوافل ہیں۔ یہ بطور مکمّلات اور متمّمات فرائض کے ہیں۔ اس حدیث میں بیان ہے کہ اولیاء اللہ کے دینی فرائض کی تکمیل نوافل سے ہوتی رہتی ہے۔ مثلاً زکوٰۃ کے علاوہ وُہ اَور صدقات دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسوں کا ولی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُس کی دوستی یہاں تک ہوتی ہے کہ مَیں اُس کے ہاتھ، پاؤں وغیرہ حتّٰی کہ اُس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 13-14)

غربت اور مسکینی کو تقویٰ کی شرط قرار دیتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں:

"اہل تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔ یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لئے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔ عُجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے اور ایسا ہی کبھی خود غضب عُجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے۔ کیونکہ غضب اس وقت ہوگا جب اِنسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔ مَیں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں۔ یا ایک دوسرے پر غرور کریں یا نظر استخفاف سے دیکھیں۔ خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے یا چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے جس کے اندر حقارت ہے۔

ڈرہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جاوے۔ بعض آدمی بڑوں کو مِل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں۔ لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سُنے۔ اس کی دلجوئی کرے۔ اس کی بات کی عزّت کرے۔ کوئی چِڑ کر بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دُکھ پہنچے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ (الحجرات:12)۔ تم ایک دوسرے کا چِڑ کے نام نہ لو۔ یہ فعل فسّاق وفجّار کا ہے۔ جو شخص کسی کو چِڑاتا ہے۔ وُہ نہ مَرے گا جب تک کہ وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہو گا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔ جب ایک ہی چشمہ سے کُل پانی پیتے ہو۔ تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔ مکرم و معظم کوئی دُنیاوی اصولوں سے نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وُہ ہے جو متقی ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ (الحجرات:14)۔ یہ جو مختلف ذاتیں ہیں۔ یہ کوئی وجہِ شرافت نہیں۔ خدا تعالیٰ نے محض عرف کے لئے یہ ذاتیں بنائیں اور آج کل تو صرف بعد چار پُشتوں کے حقیقی پتہ لگانا ہی مشکل ہے۔ متقی کی شان نہیں کہ ذاتوں کے جھگڑے میں پڑے۔ جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ میرے نزدیک ذات کوئی سند نہیں۔ حقیقی مکرمت اور عظمت کا باعث فقط تقویٰ ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 36-37)

سامعین! اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ کے حوالہ سے نصیحت کرتے ہوئے آپؑ نے فرمایا:

"غرض یہ ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرنا چاہئے اور مقابلہ مومن کے لئے تیار ہو جانا دانشمند انسان کا کام نہیں ہے اور مومن کی شناخت اِنہیں آثار و نشانات سے ہو سکتی ہے جو ہم نے ابھی بیان کئے ہیں۔ اِسی فراستِ الٰہیہ کا رُعب تھا جو صحابہ کرامؓ پر تھا اور ایسا ہی انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہ رُعب بطور نشانِ الٰہی آتا ہے۔ وہ پُوچھ لیتے تھے کہ اگر یہ وحی الٰہی ہے تو ہم مخالفت نہیں کرتے اور وہ ایک ہیبت میں آ جاتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 120-121)

کامیابی اور خوشی کے موقع پر تقویٰ اختیار کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"اکثر لوگوں کے حالات کتابوں میں لکھے ہیں کہ اوائل میں دُنیا سے تعلق رکھتے تھے اور شدید تعلق رکھتے تھے۔ لیکن اُنہوں نے کوئی دُعا کی اور وہ قبول ہو گئی۔ اِس کے بعد ان کی حالت ہی بدل گئی۔ اِس لئے اپنی دُعاؤں کی قبولیت اور کامیابیوں پر نازاں نہ ہو بلکہ خدا کے فضل اور عنایت کی قدر کرو۔ قاعِدہ ہے کہ کامیابی پر ہمّت اور حوصلہ میں ایک نئی زندگی آ جاتی ہے۔ اس زندگی سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور اِس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت میں ترقی کرنی چاہئے۔ کیونکہ سب سے اعلیٰ درجہ کی بات جو کام آنے والی ہے وہ یہی معرفتِ الٰہی ہے اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر غور کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کو کوئی روک نہیں سکتا۔ بہت تنگدستی بھی انسان کو مصیبت میں ڈال دیتی ہے۔ اس لئے حدیث میں آیا ہے۔ اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْہِ۔ ایسے لوگ مَیں نے خود دیکھے ہیں جو اپنی تنگدستیوں کی وجہ سے دہریہ ہو گئے ہیں۔ مگر مومن کسی تنگی پر بھی خدا سے بدگمان نہیں ہوتا اور اس کو اپنی غلطیوں کا نتیجہ قرار دے کر اُس سے رحم اور فضل کی درخواست کرتا ہے اور جب وہ زمانہ گزر جاتا ہے اور اُس کی دعائیں بارور ہوتی ہیں تو وُہ اس عاجزی کے زمانہ کو بُھولتا نہیں۔ بلکہ اُسے یاد رکھتا ہے غرض اگر اِس پر ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کام پڑنا ہے۔ تو تقویٰ کا طریق اختیار کرو۔ مُبارک وہ ہے جو کامیابی اور خوشی کے وقت تقویٰ اختیار کرلے اور بدقسمت وُہ ہے جو ٹھوکر کھا کر اُس کی طرف نہ جُھکے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 156-157)

سامعین! توبہ کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں:

"اس لئے اس سے پیشتر کہ عذاب الٰہی آکر توبہ کا دروازہ بند کر دے توبہ کرو۔ جبکہ دُنیا کے قانون سے اس قدر ڈر پیدا ہوتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے قانون سے نہ ڈریں۔ جب بلا سر پر آ پڑے تو اس کا مزہ چکھنا ہی پڑتا ہے۔ چاہئے کہ ہر ایک شخص تہجد میں اُٹھنے کی کوشش کرے اور پانچ وقت کی نمازوں میں بھی قنوت ملا دیں۔ ہر ایک خدا کو ناراض کرنے والی باتوں سے توبہ کریں۔ توبہ سے یہ مراد ہے کہ ان تمام بدکاریوں اور خدا کی نارضامندی کے باعثوں کو چھوڑ کر ایک سچی تبدیلی کریں اور آگے قدم رکھیں اور تقویٰ اختیار کریں۔ اس میں بھی خدا کا رحم ہوتا ہے۔ عاداتِ انسانی کو شائستہ کریں۔ غضب نہ ہو۔ تواضع اور انکسار اس کی جگہ لے لے۔ اخلاق کی درستی کے ساتھ اپنے مقدور کے موافق صدقات کا دینا بھی اختیار کرو۔ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا (الدھر:9) یعنی خدا کی رضا کے لئے مسکینوں اور

یتیموں اور اسیروں کو کھانا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خاص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہم دیتے ہیں اور اُس دن سے ہم ڈرتے ہیں جو نہایت ہی ہَولناک ہے۔ قصّہ مختصر دُعا سے، توبہ سے کام لو اور صدقات دیتے رہو۔ تا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم کے ساتھ تم سے معاملہ کرے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 208)

سامعین! آج کی تقریر میں ملفوظات جلد اوّل میں بیان فرمودہ نصائح میں سے آخری نصیحت کو لوّامہ سے مطمئنہ تک کے سفر کا عنوان دیا جا سکتا ہے۔ فرماتے ہیں:

"یاد رکھو اور دل سے سُن لو۔ مَیں پھر ایک بار اُن لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں جو میرے ساتھ تعلّق رکھتے ہیں۔ بلکہ بہت زبردست تعلّق ہے اور ایسا تعلّق ہے کہ جس کا اثر نہ صرف میری ذات تک بلکہ اُس ہستی تک پہنچتا ہے۔ جس نے مجھے بھی اُس برگزیدہ انسانِ کامل کی ذات تک پہنچایا ہے جو دُنیا میں صداقت اور راستی کی روح لے کر آیا۔ مَیں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر اِن باتوں کا اثر میری ہی ذات تک پہنچتا تو مجھے کچھ بھی اندیشہ اور فکر نہ تھا اور نہ اُن کی پرواہ تھی مگر اِس پر بَس نہیں ہوتی۔ اِس کا اثر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خود خدائے تعالیٰ کی برگزیدہ ذات تک پہنچ جاتا ہے۔ پس ایسی صورت اور حالت میں تُم خوب دھیان دے کر سُن رکھو کہ اگر اِس بشارت سے حصّہ لینا چاہتے ہو اور اِس کے مصداق ہونے کی آرزو رکھتے ہو اور اتنی بڑی کامیابی کی سچّی پیاس تمہارے اندر ہے تو پھر اتنا ہی مَیں کہتا ہوں کہ یہ کامیابی اُس وقت تک حاصل نہ ہوگی جب تک لوّامہ کے درجہ سے گزر کر مطمئِنّہ کے مینار تک نہ پہنچ جاؤ۔

اِس سے زیادہ اَور مَیں کچھ نہیں کہتا کہ تُم لوگ ایک ایسے شخص کے ساتھ پیوند رکھتے ہو جو مامور من اللہ ہے۔ پس اُس کی باتوں کو دل کے کانوں سے سُنو اور اس پر عمل کرنے کے لئے ہَمہ تن تیار ہو جاؤ۔ تا کہ اُن لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ۔ جو اِقرار کے بعد اِنکار کی نجاست میں گر کر ابدی عذاب خرید لیتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 104-105)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)

✡✡✡✡